ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر (القرآن)

درس قرآن کیسے دیں؟

آداب، طریقۂ کار

افادات

استاذ الخطباء حضرت اقدس مولانا ندیم الرشید صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ترتیب و پیشکش

مفتی محمد عامر شعیب ڈیروی

خادم طلبہ: جامعہ فاروقیہ شجاع آباد، ضلع ملتان

03337734504......03077782175

تمہید

منبر و محراب کی خطابت میں سب سے اہم اور مقبول صنف ''درس قرآن'' ہے۔ قرآن کتاب انقلاب ہے۔ آج امت مسلمہ کی پستی کا علاج صرف اور صرف قرآن کریم کی نورانی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔ لہذا عصر حاضر میں قرآن کریم کا پیغام معاشرے میں عام کرنے کے لیے سب سے مؤثر ذریعہ درس قرآن ہے۔ اگر بھرپور تیاری کر کے اپنے محلے کی مسجد، گھر کی بیٹھک یا کسی اور مناسب مقام پر درس قرآن دینے کی ترتیب بنالیں تو بہت بہترین دین کی خدمت سرانجام دی جاسکتی ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جب دینی مدرسے کے طلبا اور فضلا سے درس قرآن دینے کی درخواست کی جائے تو ان کے لیے سب سے بڑی مشکل یہ ہوتی ہے کہ عصر حاضر میں مؤثر طریقے سے درس قرآن کیسے دیں؟

قرآن کریم کی خدمت کا جذبہ اور دین کا درد رکھنے والے وہ تمام نوجوان علماء اور طلباء جو اس حوالے سے رہنمائی چاہتے ہیں، ان کی خدمت میں اس فن کے ماہر اساتذہ کرام کے نکات اور ایسے رہنما اصول بیان کیے جارہے ہیں کہ اگر ان کے مطابق پورے خلوص سے درس قرآن کی تیاری کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک مؤثر، مدلل اور بہترین درس تیار نہ ہو سکے۔

درس قرآن کیسے دیں؟

سب سے پہلے تو یہ جا نیے کہ درس قرآن کریم کی دو قسمیں ہیں:

۱)...... کسی مخصوص سورت یا رکوع کا درس، چاہے اس میں ایک سے زیادہ موضوع زیر بحث آئیں۔

۲)...... کسی ایک موضوع یا عنوان پر مختلف مقامات سے لی گئی آیات قرآنیہ کا درس، مثلاً: مومنین کاملین کے اوصاف، منافقین کی علامات، عورتوں کے فرائض اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔ درس قرآن کی ان دونوں قسموں کی تیاری اور پیش کش کا طریقہ کچھ اس طرح ہے۔

مخصوص سورت یا رکوع کا درس

مخصوص سورت یا رکوع کے درس کے لیے مندجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھیے!

آیات کا تناظر اور پس منظر:

آیات کے تناظر اور پس منظر کو صرف اتناذ کر کیا جائے جتنا بات سمجھانے کے لیے ضروری اور ناگزیر ہو۔ زمانہ اور شان نزول پر زیادہ وقت صرف کرنے کے بجائے پیغام قرآن اور عملی سبق پر زور دیا جائے۔ عصری رہنمائی کو اجاگر کرتے ہوئے حالات حاضرہ پر تطبیق کی جائے۔

مرکزی مضمون:

مرکزی مضمون دراصل وہ بنیادی موضوع ہے جس کے ارد گرد پوری سورت گھومتی ہے۔ اگر آپ کسی طویل سورت کے مخصوص رکوع کا درس دینا چاہتے ہیں تو اس رکوع کے مرکزی مضمون کا تعین کیجیے۔ مثلاً: ''سورۃ التین'' کے سلسلے میں آپ یہ بتائیں گے کہ اس سورت کا مرکزی مضمون قیامت کے امکان کا جائزہ یا قیامت کے امکان پر دعوت فکر ہے، یا امکانِ قیامت کے عقلی اور نقلی دلائل ہیں۔ چنانچہ اس سورت کا اختتام دو سوالات پر ہوا ہے تا کہ انسان اس سورت پر غور و فکر اور تدبر کے بعد ان دونوں سوالوں کا اثبات میں جواب دے سکے۔

مشکل الفاظ کی تشریح:

مشکل الفاظ کی تشریح کے لیے کتب لغات کے علاوہ آسان ترجمہ قرآن دیکھ لیجیے۔

آیات کی تفسیر:

اب آپ ایک ایک آیت کی سلسلہ وار تشریح کرتے جائیں۔ آیات کے باہمی ربط کی وضاحت کیجیے۔ طویل آیت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے باہمی ربط کی وضاحت کیجیے۔ فوائد و نکات اور لطائف و معارف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ درج ذیل چار چیزوں سے استفادہ کیجیے۔

۱)...... آیات:

آیات کی وضاحت کے لیے قرآن کی دیگر آیات پیش کیجیے۔ جو اس موضوع اور مضمون سے براہ راست متعلق ہوں تا کہ تفسیر القران بالقرآن کا حق ادا ہو جائے۔

۲)......احادیث:

آیات کی وضاحت کے لیے موضوع سے براہ راست متعلق صحیح اور حسن احادیث پیش کیجیے۔ ضعیف اور موضوع احادیث سے گریز کیجیے تا کہ تفسیر بالحدیث یا تفسیر بالروایہ کے فوائد بھی حاصل کر لیے جائیں۔

۳)...... سیرت صحابہ رضوان اللہ عنھم:

موضوع سے متعلق سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا سیرت صحابہ و سلف سے کوئی سچا واقعہ پیش کیجیے۔ واقعات کو موضوع رنگ دینے کی کوشش نہ کیجیے۔

۴)......اسوۂ اسلاف:

آپ کے پاس اکابر امت کے سچے واقعات، تابعین کی حکایات، بزرگانِ دین سے منقول لطائف و معارف اور اقوال و قصص پر مشتمل مواد موجود ہونا چاہیے۔ جسے آپ وقتاً فوقتاً اپنے دروس میں استعمال کر سکتے ہیں۔

موضوع سے وابستگی:

دوران درس آیت کے آس پاس ہی رہیے۔ کسی نکتے کی وضاحت کے لیے اگر دور جانا پڑے تو فوراً لوٹ کر آیت کے اصل مضمون کی طرف آجایئے۔ علمی ابحاث اور صرفی نحوی تحقیقات کو صرف مدارس کے طلبہ کے لیے جمع رکھیے۔ عوام الناس کے سامنے صرف دعوتی پہلو نمایاں رہنا چاہیے۔ جس کے نتیجے میں لوگوں کے عقائد و اخلاق اور عملی زندگی میں انقلاب برپا ہو جائے۔

خلاصہ اور پیغام:

آخر میں دو منٹ کے اندر پورے مضمون کا خلاصہ یا حاصلِ مضمون سمیٹ کر لوگوں کے سامنے رکھیے۔ خلاصے کے بعد لوگوں کو بتایئے کہ اس مضمون میں میرے اور آپ کے لیے کون سا پیغام ہے جو ہمیں آج کے درس سے حاصل ہوا، اور جس پر عمل کر کے ہم زوال کی اس دلدل سے نکل سکتے ہیں۔

وقت کی پابندی:

وقت مقررہ میں منتخب آیات کی یا سورت کی آخری آیت تک پہنچنے کی کوشش کیجیے۔ کسی نقطے کو اس قدر طول

مت دیجیے کہ بعد میں آپ کو وقت کی کمی کا احساس ہو اور آپ افسوس کرتے رہیں کہ اصل بات تو کہی نہیں جا سکی۔

موضوعاتی درس قرآن کی تیاری

موضوعاتی درسِ قرآن کی تیاری کسی مخصوص سورت کے درس کی تیاری سے ایک مختلف اور نسبتاً مشکل مرحلہ ہے۔ موضوعاتی درس کی تیاری کے لیے مرحلہ وار ترتیب کچھ اس طرح سے ہے۔

پہلا مرحلہ: موضوع کا انتخاب:

موضوع کے انتخاب میں وقت، حالات، جگہ اور سامعین کا لحاظ رکھا جانا ضروری ہے۔ موضوع کے لیے ضروری ہے کہ زندہ ہو، مردہ نہ ہو۔ مثلاً: ''عصر حاضر کے طاغوت'' ایک زندہ موضوع ہے، لیکن یونانی فلسفہ اور اس کی تردید سے آج لوگوں کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ اسی طرح موضوع عملی افادیت کا بھی حامل ہو، مثلاً: عفوو درگزر، صلہ رحمی، غیبت سے اجتناب اور حسن معاشرت وغیرہ۔ یہ بات بھی مدنظر ہو کہ موضوع تعمیری اور اصلاحی ہو، تخریبی نہ ہو۔ سدابہار ہو۔ جیسے حسن اخلاق اور خدمت خلق وغیرہ۔ اس کے ساتھ ساتھ موضوع نیا بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً: میڈیا کی تباہ کاریاں۔ قصص وامثال قدیم موضوعات ہیں، لیکن قرآنی جغرافیہ کے ذریعے ہمیشہ جدید معلوم ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ عوامی درس قرآن میں متشابہات یا غیر ضروری اختلافات کو موضوع نہ بنائیے!

دوسرا مرحلہ: مناسب آیات، احادیث اور آثار کی تلاش:

موضوع کا انتخاب کرنے کے بعد آپ اس موضوع پر لکھی گئی مختلف نئی اور پرانی کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں، لیکن ہر کتاب کی ہر بات اور ہر مصنف کا ہر نکتہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، اور جو بات بلا حوالہ ہو اس کو بھی نہیں لینا چاہیے۔ آیات کو قرآن کریم کی معیاری سی ڈی سے بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ مختلف تفاسیر بالخصوص بیان القرآن دیکھیے کہ کیا آپ کے انتخاب کردہ موضوع سے متعلق اس میں عنوان ہے یا نہیں؟ ہر مدرس کے پاس المعجم المفہرس کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ ''مفردات القران'' امام راغب سے منتخب موضوع کے الفاظ کے معنی نوٹ کر لیجیے۔ احادیث کے کسی مستند مجموعے سے اپنے موضوع پر صحیح روایات کا انتخاب کر کے الگ الگ لکھتے جائیے۔ اب ان آیات واحادیث پر غور و فکر کر کے ان کو مناسب عنوان اور ترتیب دیجیے۔ اسی موضوع سے متعلق سیرت صحابہ ؓ و سلف سے کوئی سچا اور مستند واقعہ

تلاش کیجیے۔

تیسرا مرحلہ: مختلف تفاسیر سے مراجعت:

موضوع کے انتخاب، متعلقہ آیات اور صحیح احادیث کی تلاش کے بعد عنوان سازی بھی ہو گئی۔ اب آپ متعلقہ آیات کی تفسیر اور تشریح کے لیے مختلف تفاسیر سے رجوع کریں گے۔ موضوع کی اصل آیات اور ان سے متعلقہ حوالہ جاتی آیات کے ترجمے اور مفہوم پر غور کرنے کے بعد انہیں ترتیب دیجیے۔

چوتھا مرحلہ: ترتیب:

عنوانات کی تنقیح کے بعد اگلا مرحلہ مناسب ترتیب کا ہے۔ کون سی بات پہلے ہو، کون سی بعد میں اور ان میں منطقی ربط کیسے پیدا ہو؟

پانچواں مرحلہ: نظر ثانی اور اہل علم سے مراجعت:

اگر آپ کو احساس ہو کہ پورے مواد میں کوئی بات آپ پر واضح نہیں ہوئی تو اہل علم سے مراجعت کیجیے اور حتمی خاکہ ترتیب دیتے وقت چند چیزوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

☆یہ درس کس لیے ہے؟

☆سامعین کون ہیں؟

☆یہ درس کہاں ہو گا، کب ہو گا؟

☆درس کا دورانیہ کیا ہو گا؟

☆مطلوب کیا ہے؟

ان باتوں کا جائزہ لینے کے بعد تکرار کو حذف کر دیجیے۔ غیر اہم بات کا وقت کم کیجیے۔ ہر نکتے کے لیے ما قبل اور ما بعد سے ربط تلاش کیجیے۔

آخری مرحلہ: حتمی خاکہ سازی:

آپ نے حذف و اضافے اور ترتیب کا کام مکمل کر لیا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیجیے، اور خدا کا نام لے کر حتمی خاکے کو لکھ لیجیے۔ اور دیکھیے کہ آپ اس طرز پر محنت کرنے کے بعد کس قدر جاندار، مضبوط و مربوط اور موثر درس تیار کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ حتمی خاکہ کچھ اس طرح سے ہو گا۔

☆ تلاوت

☆ ترجمہ

☆ تمہید (جن پہلوؤں پر تفصیلی گفتگو کرنی ہے انہیں پوائنٹس کی صورت میں بیان کردیں)

☆ اصل موضوع پر گفتگو مع تفصیل، تشریح اور عصری تطبیق

☆ خلاصہ اور پیغام

☆ دعائیہ کلمات: سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر

اندازِ بیاں اور پیش کش کے آداب

دونوں قسموں کی تیاری کے بعد اب درس قرآن کے لیے انداز بیاں اور پیش کش کے آداب کو جانتے ہیں۔

۱۔ تصحیح نیت، تلاوت اور دعا:

درس دینے سے پہلے نوافل پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ سے برکت اور قلب کی رقت کے لیے دعا مانگیں۔ رقت قلب اور دل کا زنگ اتارنے کے لیے درس سے پہلے قرآن پاک کی جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں۔ اس عمل سے ان شاء اللہ ایک خاص روحانیت اور اللہ کی رحمت آپ کا احاطہ کرلے گی۔ درس دینے سے پہلے اپنی نیت ٹھیک کرلیں۔ اچھی نیت ایک خوشگوار احساس بن کر آپ کے باطن کو معطر کردے گی۔ پھر کوئی غلط بول آپ کے اندر سے باہر نہیں آئے گا۔ درس کے مضمون کو اپنی روح پر طاری کرلیں اور یہ خیال کریں کہ اس بات کے سب سے زیادہ محتاج آپ خود ہیں۔

۲۔ تازہ دم طبیعت، پر اعتماد شخصیت:

درس دینے سے پہلے آپ کی نیند پوری ہونی چاہیے۔ گلا اور معدہ ٹھیک ہونا چاہیے۔ اگر آپ کی نیند پوری ہے، چہرہ ہشاش بشاش ہے۔ آپ خود کو تازہ دم محسوس کر رہے ہیں تو اس سے آپ کی طبیعت کھل جائے گی اور اس کا اثر پورے درس پر پڑے گا۔ آپ کا لب و لہجہ، انداز بیان، نکتہ آفرینی اور بات سے بات پیدا کرنے کی صلاحیت، قوت استدلال، زبان و بیان، روانی، ذخیرہ الفاظ، ادبیت، چہرے کے تاثرات، بدن بولی، آواز کی گھن گرج غرض ہر چیز میں ایک تازگی پختگی، شگفتگی، نکھار اور قدرتی پن محسوس ہو گا۔ جس سے آپ کی صلاحیت، علمیت، اعتماد اور شخصیت کو چار چاند لگ جائیں گے اور آپ اپنے سامعین پر زبردست اور بھرپور تاثر قائم کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ لیکن اگر آپ

کی نیند پوری نہیں یا خود کو تھکا ہوا محسوس کر رہے ہیں تو پھر آپ کا بیان بھی آپ کی طبیعت کی طرح پژمردگی کا شکار ہو جائے گا۔ آپ کا ابلاغ نامکمل، ادھورا اور سامعین کے لیے بیزاری کا باعث ہو گا۔ لہٰذا اگر آپ کامیاب درس قرآن کا سلسلہ شروع کرنا چاہتے ہیں تو پہلے درجے میں اپنی غذا، نیند اور گلے کا ضرور خیال کیجیے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی سنت اور اسلاف کے طریقے پر گزارنے کی کوشش کیجیے۔

۳۔ لباس اور چال ڈھال کا خیال رکھیے:

مدرس کا لباس، وضع قطع اور بال سنت کے مطابق ہونے چاہییں۔ کپڑے گہرے رنگ کے نہ ہوں۔ سفید ہیں تو سب سے اچھی بات ہے، سر پر سفید پگڑی باندھیں۔ اگر ٹوپی ہی پہننی ہے تو وہ مختلف رنگوں کے دھاگوں سے بنی ہوئی یا چمکیلے موتیوں سے مرصع نہ ہو۔ بلکہ سادہ اور پروقار ہو۔ کندھے پر یا ہاتھ میں اگر رومال رکھنا ضروری ہے تو وہ بھی بھڑکیلے یا شوخ رنگوں کا نہ ہو۔ مونچھیں پست اور ہاتھ پاؤں کے ناخن تراشے ہوئے ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ پاؤں میں کالی یا سفید موسم کے مطابق سادہ بغیر ڈیزائن والی جرابیں پہنیں۔ نیچے بازووں والی بنیان پہنیں۔ شلوار کا ازار بند سادہ سفید اور باریک ہونا چاہیے۔ زیادہ موٹا ازار بند دور سے برا نظر آتا ہے۔ اور یوں دکھائی دیتا ہے جیسے خطیب صاحب کے پیٹ کے برابر رسیوں کا گچھا ساتھ چلا آرہا ہے۔ یہ چیز پروقار شخصیت کو مضحکہ خیز بنا دیتی ہے۔ اسی طرح دونوں پائنچے ٹخنوں کے اوپر اور ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ اگر ایک پائنچہ اوپر اور دوسرا نیچے ہو تو اس سے چال میں اعتدال بھی نہیں رہتا اور وہ مضحکہ خیز بھی لگتی ہے۔

یاد رکھیے! مقرر، خطیب یا مدرس سامعین کے سامنے اپنا پہلا تاثر اپنی چال سے دیتا ہے۔ لوگ اس وقت خطیب کو بہت غور سے دیکھ رہے ہوتے ہیں جب وہ چلتے ہوئے اسٹیج تک آتا ہے اور اپنی نشست پر براجمان ہوتا ہے۔ مجمع میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ خطیب کی چال اور وضع قطع کو دیکھ کر اس کا مزاج تاڑ لیتے ہیں۔ پھر یا تو اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں یا اس سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ خطیب، مقرر یا مدرس کو اپنی وضع قطع اور چال ڈھال سے سنت رسول کا ترجمان نظر آنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ اسے دیکھ کر کسی فیشن ڈیزائنر کے تیار کردہ ملبوسات کا چلتا پھرتا اشتہار قرار دے دیں۔ چنانچہ ایمبر اڈری اور کڑھائی والے کرتے، کام والے جوتے، انگریزی طرز کے تراشیدہ بال اور پینٹ کے اوپر پہنے جانے والے کوٹ سے گریز کرنا چاہیے۔ اس کے بجائے اپنی وضع قطع میں سادگی اختیار کریں۔ خوشبو کا استعمال بھی کریں۔ سادہ اور صاف ستھرے لباس کے ساتھ زینت کے لیے اگر مناسب واسکٹ میسر ہو تو پہن لیں لیکن موسم کا خیال رکھیں۔ یہ خوبصورت بھی دکھائی دیتی ہے اور وقار کے ساتھ ساتھ اس کے مذہبی، مشرقی اور پاکستانی رنگ کو نمایاں

کرتی ہے۔

۴۔انداز بیان کے فرق کو ملحوظ رکھیں:

درس اور خطابت کے انداز بیان میں بہت فرق ہے۔ درس دیتے ہوئے اس فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ خطابت فیچر اور افسانے کی طرح کئی رنگ لیے ہوئے ہوتی ہے، جبکہ درس مضمون یا مقالے کی طرح ہے۔ اس پر ایک ہی رنگ نمایاں ہوتا ہے اور وہ ہے تقدس کا رنگ، علم کا رنگ۔ چنانچہ درس کے لیے آپ جو بھی مواد منتخب کریں خواہ بقدر ضرورت اس میں خوش طبعی کا عنصر بھی ہو لیکن اسے شامل کرنے سے پہلے دیکھا جائے کہ یہ آپ کے موضوع کے تقدس کو پامال تو نہیں کر رہا؟ خطابت میں عموماً الفاظ کے شکوہ، زبان کے چٹخارے، بذلہ سنجی، طنز، ظرافت، جذبات، اشعار، منظر اور نوکیلے جملے کے بیان سے تصویر کشی کر کے کلام میں زور پیدا کیا جاتا ہے۔ جبکہ کامیاب درس کے لیے عموماً افہام و تفہیم، اجمال سے تفصیل، استدلال، عصر حاضر اور زبان کی ادبی چاشنی سے سامعین کو قائل کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا خطابت میں بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ خطیب وہ بات بھی کر ڈالتا ہے جو بر سر عام تو کہی جا سکتی ہے لیکن بر سر منبر نہیں، چنانچہ مدرس کو انتہائی احتیاط کرنا چاہیے اور ہر گز منہ سے کوئی بات ایسی نہیں نکالنی چاہیے جو بر سر منبر کہنے کی نہ ہو۔

۵۔بدن بولی کا فرق:

تقریر میں باڈی لینگویج کا کردار زیادہ ہوتا ہے کیونکہ مقرر یا خطیب مجمع میں جذباتی فضا قائم کر کے لوگوں کی رائے کو اپنے حق میں ہموار کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے اسے مواد سے زیادہ انداز پر زور دینا پڑتا ہے اور جب لوگوں کے جذبات بھڑکنے لگتے ہیں تو پھر مواد کی اہمیت 30 فی صد اور انداز کی اہمیت 70 فی صد تک بڑھ جاتی ہے۔ مواد کچھ بھی نہ ہو، خطیب لا یعنی گفتگو ہی کیوں نہ کر رہا ہو لوگ پھر بھی نعرے لگا رہے ہوتے ہیں۔ یہ انداز کا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ تقریر میں مقرر کا زیادہ زور انداز پر ہوتا ہے اور انداز کو زیادہ سے زیادہ متاثر کن بنانے کے لیے اسے باڈی لینگویج کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جب کہ درس میں جذباتی فضا بنانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ قرآن پاک کی اپنی تاثیر پورے ماحول کو روحانیت، نورانیت، وقار اور محبت سے بھر دیتی ہے اور یہاں مقرر بھی آیات کی تعلیمات اور تشریحات کا پابند ہوتا ہے، تقریر کی طرح آزاد نہیں ہوتا۔ چونکہ قرآن کا تقدس خود بخود لوگوں کے دل و دماغ اور قلب و روح کو جلا بخش رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ درس قرآن میں تقریر کے مقابلے میں بدن بولی کی ضرورت کم ہوتی ہے البتہ مدرس کے اعمال کی خوشبو اور لہجے کا سوز و ساز زیادہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۶۔ حسن ادا:

درس میں حسن ادا کا خیال رکھیں۔ صوتی تاثرات چہرے کے احساسات کے تابع ہوتے ہیں۔ آپ جب بھی اپنی آواز سے کوئی تاثر قائم کرنا چاہیں گے تو آپ کے چہرے پر بھی اس کا کوئی نہ کوئی اثر ضرور ظاہر ہو گا۔ لہٰذا حسن ادا کا خاص خیال رکھیں۔ ایسی ادائیگی سے پرہیز کیجیے جس سے خوامخواہ منہ ٹیڑھا ہو جائے۔ تکلف کرنا پڑے، منہ زیادہ کھلنے لگے یا رخساروں، آنکھوں یا ہونٹوں اور دانتوں میں غیر ضروری دباؤ یا کھینچاؤ محسوس ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش الحانی کی دولت سے نوازا ہے تو خطبہ اور تلاوت خوش الحانی سے کریں لیکن خیال رہے کہ انداز ''دوہڑے'' اور ''ماہیے'' کا نہ ہو۔ آپ خوش الحان نہیں ہیں اور ترنم پر قدرت نہیں رکھتے تو تحت اللفظ انداز کی خوب مشق کریں۔ خطبہ پڑھتے ہوئے تجوید کا خیال رکھیں۔ لہجہ انتہائی مؤدب مگر واضح ہو، جبکہ آواز کا آہنگ بیان کی نسبت قدرے دھیما مگر قابل سماعت اور پر جلال ہونا چاہیے۔

۷۔ مائیک سینس / روسٹرم:

مائیک اور ساؤنڈ سسٹم کے ساتھ آواز کا تناسب طے کریں۔ درس کے آغاز میں ہی ساؤنڈ سسٹم کے ساتھ آواز کی مقدار طے کر لیں کہ کس پچ پر آپ کی آواز لوگوں کی سماعتوں پر خوشگوار تاثر چھوڑے گی، اور کہاں جا کر ان کے لیے ناقابل برداشت ہو جائے گی۔ ساونڈ سسٹم میں بولتے ہوئے رفتار اتنی رکھیں جس سے ہر لفظ صاف سنائی دے۔ اگر ساؤنڈ سسٹم میں ''ایکو'' کھلا ہوا ہے، آپ کی رفتار بھی تیز ہے اور لب و لہجے پر بھی مادری زبان کا رنگ غالب ہے تو سامعین کے لیے مسئلہ ہو جائے گا۔ زیادہ رفتار سے بولنے کے باعث ایک تو اصل آواز بازگشت میں مکس ہونا شروع ہو جائے گی، دوسرا لہجہ معیاری نہ ہونے کی وجہ سے ابلاغ مزید مشکل ہو جائے گا اور لوگ پریشان ہو کر ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہوں گے کہ خطیب صاحب نے ابھی کیا کہا ہے؟ اسی طرح مائیک میں بولتے ہوئے خیال رہے کہ آپ کا رشتہ اس سے کٹ تو نہیں رہا۔ ایسا نہ ہو کہ چہرہ اور سینہ پھیر کر جب آپ مجمع میں دائیں بائیں متوجہ ہوں تو آپ کی آواز مائیک تک نہ پہنچ رہی ہو یا گھومتے ہوئے آدھی بات تو مائیک سے بلند آواز میں سنائی دے رہی ہو اور بقیہ آدھی بات مائیک سے ہٹ جانے کہ وجہ سے لوگوں تک پہنچ ہی نہ رہی ہو۔ اس طرح تو سامعین کو پتہ ہی نہ چلے گا کہ آپ نے کیا کہا ہے۔ لہٰذا اسٹیج پر دوران تقریر حرکات و سکنات کے باوجود آپ کا چہرہ مائیک کے سامنے رہنا چاہیے تاکہ لوگوں تک آپ کی آواز پورے تسلسل سے پہنچتی رہے۔

اگر سامنے روسٹرم ہے اور آپ کھڑے ہو کر درس دے رہے ہیں تو روسٹرم سے پیچھے ہٹ کر ناف یا سینے پر ہاتھ باندھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اور نہ ہی یہ طریقہ اختیار کرے کہ اپنے آپ کو روسٹرم پر گرا کر پورا وزن ڈال کر کھڑے ہوں۔ اگر بیٹھ کر درس دے رہے ہیں تو کرسی کے ساتھ ٹیک مت لگائیں۔ اور اگر منبر پر بیٹھے ہوں تو دوران درس اپنے پاؤں کی حرکات و سکنات پر قابو رکھیں اور انہیں مضحکہ خیز ہونے سے بچائیں۔ ورنہ لوگ کہتے ہیں: ''مولوی صاحب توہاتھوں، پیروں سے تقریر کرتے ہیں۔''

۸۔ تلاوت وترجمہ کے آداب:

مدرس درس کا آغاز مختصر خطبے اور تلاوت سے کرے۔ تجوید، ترتیل اور ممکنہ حد تک حسن صوت کے ساتھ تلاوت کرے۔

ترجمے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیے۔

☆ ترجمہ بامحاورہ اور معیاری ہو لفظی نہ ہو۔ مثلاً: ''قال موسیٰ لقومه'' کا ترجمہ یوں نہ کیجیے '' کہا موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے اپنی'' بلکہ ترجمہ اس طرح کیجیے ''موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔''

☆ ترجمہ بآوازِبلند پڑھا جائے تا کہ سامعین پر کلام کا جلال اور دبدبہ طاری ہو جائے۔ رواں، صاف اور ادبی ترجمہ کریں۔

☆ آیات اور ترجمہ پہلے سے اچھی طرح یاد ہونا چاہیے اور صوتی تاثرات دیتے ہوئے تسلسل کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ درمیان میں اٹکیں نہیں۔ وقفے نہ دیں۔

☆ جملے کو توڑیں نہیں، وقف، وصل اور آواز کے اتار چڑھاؤ کی سب سے زیادہ ضرورت تحت اللفظ تلاوت اور ترجمے میں ہوتی ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں سامعین آپ کی آواز اور انداز کی گرفت میں آتے ہیں۔ لہذا درس کا پہلا بھر پور تاثر تلاوت اور ترجمے سے قائم ہوتا ہے۔ اگر کوئی مدرس اس مرحلے کو خوبصورتی سے نبھا جائے تو بقیہ درس کو بہترین انداز میں لے کر چلنا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

☆ تلاوت اور ترجمہ کے بعد براہ راست تمہید شروع نہ کریں بلکہ بات کا آغاز سامعین کو مخاطب کر کے کریں۔ جیسے: سامعین گرامی! حضرات محترم! برادران اسلام! حاضرین مجلس! آپ کے سامنے سورہ البقرہ کی ابتدائی پانچ آیات تلاوت کی گئیں ہیں۔

۹۔ تمہید کا انداز:

درس کی تمہید آیت کے مضمون سے مربوط، منطقی، استدلالی اور موضوع کے تعارف پر مشتمل ہونی چاہیے۔ چنانچہ تمہید بیان کرتے ہوئے مدرس کا انداز افہام و تفہیم والا ہو لیکن آواز کے آہنگ کا یہاں بھی خیال رہے۔ ایسا مت کیجیے کہ خطبہ پڑھتے ہی آواز کو اتنا اٹھا دیں کہ جیسے ہی تمہید ختم ہو آپ کا گلا بھی جواب دے جائے اور کھانس کھانس کر برا حال ہو جائے۔

۱۰۔ تشریح کا انداز:

تشریح کے دوران بھرپور صوتی تاثرات کے ساتھ آواز کو آہستہ آہستہ کھلنے کا موقع دیں لیکن انداز میں تصنّع نہیں ہونا چاہیے۔ چہرے کے احساسات اور نظروں کے تاثر سے سامعین کو اپنی گفتگو کے ساتھ جوڑتے چلے جائیں۔ مگر آواز کا آہنگ یہاں بھی مکمل طور پر آپ کے کنٹرول میں ہونا چاہیے۔ یاد رکھیے! خطابت چیخ و پکار سے نہیں ہوتی بلکہ سانس، آواز اور الفاظ پر گرفت سے ہوتی ہے۔ جب آپ آواز پر اپنا کنٹرول کھو بیٹھتے ہیں تو آپ کا لہجہ بالکل سپاٹ اور بے ڈھنگا ہو جاتا ہے۔ جس سے بیان بے جان اور مقرر نا کام ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ واقعہ بیان کرنے کا انداز:

درس میں جب کوئی واقعہ بیان کریں تو لہجے میں ہلکا سا داستانوی رنگ ہونا چاہیے۔ لیکن تقریر میں واقعہ بیان کرتے ہوئے بھرپور داستانوی لہجہ اختیار کریں۔ گویا پوری تاریخ لوگوں کے ذہن کی اسکرین پر ایک تمثیل کی صورت میں چل رہی ہے۔

۱۲۔ دلیل دینے اور سوال اٹھانے کا انداز:

دوران درس جب دلیل دیں، کوئی نتیجہ اخذ کریں یا کوئی سوال اٹھائیں تو درس کی تیاری کے دوران ہی صورتِ استدلال یعنی صغریٰ اور کبریٰ کے الفاظ اور نتیجے کا جملہ لکھ لیں۔ پوری دلیل اور اس کا نتیجہ مؤثر اور لگے بندھے الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔ درس دینے سے پہلے ہر دلیل اور نتیجے کو بار بار دہراتے رہیں۔ خوب یاد کر لیں اور دوران درس جب استدلال کریں یا نتیجہ اخذ کریں تو فیصلہ کن لہجہ اختیار کریں۔ اس دوران اٹکیں نہیں، جملہ توڑیں نہیں، الفاظ کی ادائیگی صاف اور واضح ہو۔ جب کہ سوال اٹھاتے ہوئے سوالیہ الفاظ مثلاً کیوں، کیا، کیسے وغیرہ پر زور دے کر بات کریں۔ سوال اٹھانے کے لیے پہلے سے منتخب اور طے شدہ الفاظ کو تبدیل نہ کریں۔ ان سے ہٹیں نہیں اور نہ آگے پیچھے

ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی دلیل تو وزنی ہو لیکن دلیل کے الفاظ اور پیش کرنے کا انداز کمزور ہو۔اس سے نتیجہ بے وزن اور کمزور ہو کر اپنا اثر کھو بیٹھتا ہے۔ نتائج اگر بے وزن ہو جائیں تو استدلال کمزور ہو جاتا ہے اور اگر استدلال کمزور ہو تو آپ کا موقف کمزور ہو جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ جملے جو ایک بات کو دوسری بات سے اور ایک پیرا گراف کو دوسرے پیرا گراف سے مربوط کرتے ہیں ان کے لیے بھی لگے بندھے الفاظ پہلے سے منتخب کر لیں اور بار بار مشق کر کے خوب یاد کر لیں۔ درس اور خطابت میں رواں استدلال اور مربوط گفتگو کا یہی راز ہے۔

۱۳۔ عصری تطبیق اور اعداد و شمار پیش کرنے کا انداز:

دوران درس عصری تطبیق دیتے ہوئے جب اعداد و شمار بیان کریں تو اعداد بالکل واضح سنائی دینے چاہییں۔اسی طرح کوئی رپورٹ پڑھیں، کسی کتاب کا حوالہ دیں یا حالات حاضرہ پر اپنی بات کو منطبق کریں تو تطبیق دینے والا جملہ پہلے سے اپنے متعین الفاظ کے ساتھ آپ کو یاد ہونا چاہیے۔ حوالے میں انگریزی کے الفاظ آ گئے ہوں تو انگریزی الفاظ کا تلفظ بالکل درست، واضح اور صاف ہونا چاہیے۔ غرض یہ کہ عصری تطبیق دیتے ہوئے خواہ اعداد و شمار ہوں، رپورٹ ہو یا حوالہ ہو آپ کا لہجہ پر اعتماد ہونا چاہیے۔اگر آپ کے انداز میں اعتماد کی کمی ہو گی یعنی کچھ الفاظ زبان پر چڑھ رہے ہوں گے، کچھ بھول رہے ہوں گے، کچھ اٹک رہے ہوں گے اور کچھ رواں ہوں گے تو لوگوں پر اس انداز کا برا اثر پڑے گا۔ وہ خیال کریں گے کہ حضرت والا اپنی تحقیق کا رعب ڈالنے کے لیے غلط سلط معلومات پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ پر بہت سے نام نہاد دانشور غلط سلط مسائل اور معلومات پیش کر رہے ہوتے ہیں مگر وہ اس قدر پر اعتماد ہوتے ہیں کہ لوگ ان کے پروپیگنڈے کو بالکل سچ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔

۱۴۔ اختتام کرنے کا انداز:

اختتام خواہ آپ کے درس کا ہو یا درس میں موجود کسی بات، واقعے یا پیرا گراف کا ہو، اختتامی کلمات کی ادائیگی ایسی ہو کہ صوتی تاثر سے سننے والے کو یہ پیغام ملے کہ اب اس جملے، بات، واقعے یا درس کا اختتام ہو رہا ہے۔ ایسا انداز بالکل اختیار نہ کریں جس میں آپ جملے کے اختتامی الفاظ کھا نا شروع کر دیں یا سننے والے کو آپ کے لہجے سے یوں محسوس ہو شاید آپ آگے ابھی اور بھی کچھ ارشاد فرمائیں گے، لیکن آپ بات ختم کر کے اگلی بات کی طرف جا چکے ہوں۔

ایسی صورت میں سامعین کو بہت زیادہ ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ آئندہ آپ کا درس سننے کے لیے بمشکل ہی تیار ہوں گے۔ کیا آپ محسوس نہیں کرتے کہ اگر امام صاحب نماز پڑھاتے ہوئے دوران تکبیر اپنے صوتی

تاثر کو تبدیل کرلیں اور سجدے سے قیام میں جانے کے لیے اللہ اکبر کو طول دے کر بولنے کے بجائے قصر (چھوٹا) کر کے بول دیں تو پوری نماز میں گڑبڑ ہو جائے گی۔ نصف نمازی قیام کی طرف جا رہے ہوں گے اور نصف تعداد قعدے میں بیٹھی ہو گی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ تمہید اور اختتام بھی ہمیشہ لکھ کر تیار کرنا چاہیے۔ اس کے لیے بھی جملے پہلے سے طے شدہ اور الفاظ لگے بندھے ہوں۔ یہ ایک اہم اصول ہے کہ درس دینے سے پہلے مدرس کو اپنے درس کا ابتدائیہ اور اختتامیہ از بر یاد ہونا چاہیے تاکہ درس کی ابتدا زوردار اور اختتام نتیجہ خیز ہو۔

☆...... چند مزید آداب:

جب آپ درس دینے کے لیے تشریف لائیں اور قرآن پاک کو سامنے رکھیں تو خواہ مخواہ کا تکلف نہ کریں۔ بازو چڑھانا، جیب سے رومال نکالنا، چند جملوں کے بعد تکلفاً رومال سے منہ صاف کرنا، ایسے مصنوعی نخروں اور نامناسب انداز اختیار کرنے سے گریز کریں۔ ہر ایسے پہلو سے بچیں جو قرآن پاک کے تقدس اور آپ کی تواضع کے خلاف ہو۔ درس دیتے ہوئے کرسی سے ٹیک بھی نہ لگائیں اور قرآن پاک پر اپنا وزن بھی نہ ڈالیں۔ قرآن پاک کو انتہائی ادب واحترام سے کھولیں اور درس کے اختتام پر انتہائی عقیدت و محبت سے بند کریں۔ اس معاملے میں لاپرواہی بالکل نہ کریں، ورنہ لوگ آپ سے متنفر ہو جائیں گے اور مخالفین کو پروپیگنڈے کا موقع مل جائے گا۔ دورانِ درس اگر نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین، ازواج مطہرات و اہل بیت رضی اللہ عنھن و عنہم اور اسلاف امت کا نام آئے تو ہمیشہ پورے ادب، احترام، القاب، اعزاز اور محبت سے لیں۔

پانچ اہم ہدایات

۱۔ درس قرآن کا مقصد متعین کر لیجیے۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کے کلام کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑنا۔

۲۔ اپنی حیثیت کا تعین کر لیجیے۔ مدرس کو یہ خیال ہو کہ بنیادی طور پر وہ ایک داعی، ایک مبلغ ہے اور ایک طالب علم ہے۔ وہ مفسر قرآن، فقیہ اور مجتہد نہیں۔ اپنی حیثیت کا صحیح احساس و شعور مدرس کو بے شمار فکری اور عملی غلطیوں سے محفوظ رکھے گا۔

۳۔ گفتگو کو نکات میں تقسیم کر لیجیے۔ درس کا خاکہ بنا کر پوائنٹس میں تقسیم کر لیجیے۔ پھر باری باری تمام نکات

کو ان کی اہمیت کے مطابق ترتیب سے بیان کرتے جائیے۔

۴۔ جملہ معترضہ طویل نہ ہونے پائے۔ مثلاً: دورانِ درس واقعہ فرعون وموسیٰ علیہ السلام میں آپ نے مصر کے بعد قاہرہ، جامعہ الازہر، اہرام مصر اور اس سے بھی آگے کی باتیں شروع کر دیں، ایسا مت کیجیے۔ ضمنی بات کرنے کے بعد فوراً اپنے موضوع پر آجائیے۔

۵۔ مقصدیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیے۔ مکی سورتوں کا درس دیتے وقت اس بات کا خاص خیال رہے کہ اس کے ذریعے عقیدہ توحید، رسالت، آخرت، اللہ کی ذات وصفات اور صبر واستقامت کی تلقین کرنی ہے۔ اور مدنی سورتوں کا درس معاشرت، معاملات اور نظم وعدل اجتماعی وغیرہ کے احکام کو آخرت کے عذاب وثواب کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے دینا چاہیے۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین